جناب ابوارقم انصاری

حرمین مقدس پر قبضہ کرنے کے لئے تازہ ترین شیعہ سازش

اقبل اس کے کہ حرمین الشریفین پر قبضہ کرنے کے لئے ایران کی تازہ ترین اور خوفناک ترین سازش بیان کی جائے پچھلے چودہ سو سالہ تاریخی جائزے کا لب لباب سامنے رکھنا ضروری ہے۔ گذشتہ تاریخ اسلام کے مطالعہ کا نچوڑ یہ ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اسلام کا عملی قیام وجود میں آیا تو اسی وقت سے عالمی یہودیت نے اسلام کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کے "سیاسی مرکز" اور اسلام کے "روحانی مرکز" دونوں کے وجود کو مٹا دیا جائے۔ اس غرض سے ہزاروں سال پرانی اور سازشی یہودیت نے ابن سبا یہودی کے بطن سے شیعہ مذہب کو جنم دیا تاکہ مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کے ذریعہ اسلام کی متحدہ قوت، منظم اجتماعیت اور مستحکم مرکزیت کو سبوتاژ کیا جاسکے۔ لہذا ابن سبا یہودی نے اپنے شیعوں کے ساتھ پہلا قدم اسلام کے "سیاسی مرکز" کو متزلزل کرنے کے لئے اٹھایا۔ ان اہل تشیع نے مرکزی خلافت وقت کے عملی اقدام کی ابتدا اس طرح کی کہ خلیفۂ وقت سیدنا عثمان ذوالنورین کو عین ماہ حرام (ذوالحجہ ۳۵ھ) میں اور حدود حرم نبوی کے اندر ذبح کر دیا۔

یوں یہود اور آل یہود نے پہلی مرتبہ مل کر نہ صرف سیاسی مرکز اسلامیہ پہ ہاتھ اٹھایا بلکہ مسلمانوں کے حرم مقدس کی حرمت پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ اولین دشمنان اسلام کی یہی دو دھاری تلوار آج تک مسلسل استعمال ہوتی چلی آرہی ہے پچھلی چودہ صدیوں میں ایک طرف تو خلافت راشدہ، خلافت بنو امیہ، خلافت عباسیہ اور آخری خلافت عثمانیہ کی عالمی مرکزیت یکے بعد دیگرے ختم کی جاتی رہی ہیں۔ تو دوسری جانب حرمت حرمین بھی وقتاً فوقتاً روندی جاتی رہی ہے۔ جب آخری عالمی خلافت عثمانیہ ۱۹۲۴ء میں ختم کر دی گئی جو دنیا میں واحد سپر پاور بھی تھی اور اسلام کا "سیاسی مرکز" بھی تھی اس کے بعد بھی یہودیت اور شیعیت کی مشترکہ قوت اسلام کے "روحانی مرکز" (حرمین محترم) کی تسخیر اور تباہی پر لگ گئی۔ اس دوسرے مرحلے میں سب سے پہلے ۴۸ء میں اسرائیل کی ناجائز ولادت عمل میں لائی گئی۔ اور فوراً ہی اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے باقاعدہ اعلان کر دیا کہ یہود جس خطۂ زمین سے ماضی میں نکالے گئے تھے یعنی حرمین، اس پر وہ قبضہ کر کے رہیں گے۔ اس یہودی اعلان کے ساتھ ساتھ ہی آل یہود کے خمینی کا یہ اعلان بھی اس کی کتاب "کشف الاسرار" کے

کے ذریعہ سامنے آیا۔ کہ جب صاحب الامر ظاہر ہوں گے تو وہ مکہ اور مدینہ پر قبضہ کریں گے۔ پھر ابوبکرؓ و عمرؓ اور عائشہؓ کو قبروں سے نکال کر انہیں سزا دیں گے۔ اور پھر تمام سنیوں (یعنی مسلمانوں) کو قتل کر دیں گے۔

ان یہودی و شیعی یکساں عزائم کے ساتھ یہ دشمنانِ اسلام آگے بڑھتے رہے۔ اور بالآخر ۶۷ء میں قبلۂ اول (بیت المقدس) پر یہود قابض ہو گئے۔ ۴۸ء اور ۶۷ء کی منازل طے کرنے کے بعد آج تک یہود اور آلِ یہود اب آخری منزل یعنی تسلط حرمین کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ۷۹ء میں خمینی کی انقلابی حکومت ایران میں قائم ہوئی اور اسی سال سے حرمین شریفین میں حملوں اور ہنگاموں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو ہر سال ایام حج میں ۸۷ء تک جاری رہا۔ بہر حال یہودی ماسٹر کا یہ شیعی ہراول دستہ اپنے اس حتمی مقصد میں ناکام رہا۔ کہ مسلمانوں کا روحانی مرکز بھی ان کے سیاسی مرکز کی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے یعنی یہ کہ مسلمانانِ عالم کی روحانی مرکزیت بھی ٹھیک ان کی سیاسی مرکزیت کی طرح دنیا سے مٹا دی جائے۔

۲۔ جولائی ۸۷ء کی آخری ناکامی و نامرادی کے بعد یہودی آقا کے اشارے پر خمینی نے نیا منصوبہ بنایا جس کے تحت دنیا بھر میں ایرانی سفارت خانے حج کانفرنس اور حج سیمینار منعقد کر رہے ہیں اور جہاں یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ مکہ اور مدینہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے اور بین الاقوامی کنٹرول میں دیا جائے۔

یہ نئی اور گہری چال بڑی کثیر الجہت ہے۔ مثلاً اس سے تو مملکت حرمین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر کمزور ہو جائے گی میزبانِ حرم کی ذلت و خواری ہو گی۔ مسلمانوں میں انتشار و خلفشار کی دائمی لہر پیدا ہو جائے گی۔ اور گذشتہ نو برسوں کی شیعہ ہنگامہ آرائی اور قتل و غارت گری حرمین میں سالانہ کی بجائے روزانہ کا معمول بن جائے گی۔ اس تازہ سازشی مطالبے کا اصل مقصد یہ ہے کہ حرمین کے روحانی مرکز کو ایک اکھاڑہ بنا دیا جائے۔ تاکہ باہم اکھاڑ پچھاڑ سے وہاں نہ مسلمان سلامت رہے اور نہ ہی مسلمانوں کا قبلہ و کعبہ باقی رہے۔ چونکہ خمینی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ پوری دنیا میں صرف ایک ہی ملک ایران "اسلامی" ہے اور باقی سب ممالک "طاغوتی" ہیں۔ لہٰذا ہونا تو یہ چاہیے کہ قم اور تہران کو کھلا شہر قرار دیا جائے تاکہ دنیا کا جو مسلمان جب چاہے وہاں ویزہ وغیرہ کے بغیر چلا جائے۔ آخر خمینی اپنے ایرانی مقاماتِ مقدسہ کو کھلا شہر کیوں نہیں بناتا؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو بے عقل اور بے وقوف سمجھتا ہے اور اپنی تازہ شیطنت کا شکار کرنا چاہتا ہے۔

۳۔ بیان کردہ کھلے حقائق کے علی الرغم چند بھولے بھالے مسلم عناصر سمجھے بوجھے بغیر خمینی کے نئے دام میں گرفتار ہو ہی گئے ہیں۔ ان سادہ لوح حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر وہ پیش کردہ گذارشات کے باوجود شیعہ خباثت کا ادراک نہ کر سکے ہوں تو کم از کم اب ذرا خمینی کی تازہ ابلیسی اسکیم کے مہلک مضمرات پر ہی غور فرما لیں۔ انشاء اللہ انہیں خمینی کی یہودی شیطنت کے متعلق شرح صدر حاصل ہو جائے گا۔ اولاً یہ کہ حرمین کو کھلا شہر قرار دینے کا مطلب و مفہوم کیا ہے؟

یہ ہی نا کہ کسی ویزہ، پاسپورٹ، چیکنگ اور حساب کتاب کے بغیر حرمین میں آمد و رفت کی آزادی ہو۔ جس کا جی چاہے وہاں داخل ہو جائے۔ یعنی یہ کہ وہاں بس ایک میلہ لگا رہے۔ کہ جو جاہے پہنچ جائے۔ اور تماشہ دیکھ کر یا تماشہ دکھا کر رخصت ہو جائے۔ وہاں نہ کوئی روک ٹوک ہو اور نہ کسی قسم کی مداخلت و ممانعت ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ حرمین میں سرے سے کوئی نظم نہ ہو اور عمرہ جیسی اہم زیارت اور حج جیسی فرض عبادت میں لاکھوں کا مجمع بدنظمی اور افراتفری کے نذر ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ایسی عجیب وغریب صورت حال میں وہاں کون کون اور کیسے کیسے لوگ پہنچ سکتے ہیں۔ اور کیا کچھ جرائم کر سکتے ہیں۔ اس کا اندازہ ہی ہولناک ہو گا۔ تیسرے یہ کہ جہاں یہ معلومات ہی نہ ہوں کہ کب اور کتنے افراد کہاں کہاں سے مکہ اور مدینہ چلے آئیں گے۔ تو وہ کونسا کمپیوٹر ہو گا جو ان کے قیام و طعام اور دیگر ضروریات کے تمام انتظامات کر سکے گا۔ چوتھے یہ کہ اگر مکہ و مدینہ کھلے شہر ہو گئے تو جدہ جو باہر سے آنے والوں کی پہلی منزل بھی ہے اور گزرگاہ بھی اور وہ تمام مقامات جو مکہ اور مدینہ کے درمیان گزرگاہیں ہیں۔ ان کی حکومت و انتظامیہ نگہبانی اور نگرانی کا فریضہ کیونکر انجام دے گی۔ اور اگر مقامی انتظامیہ کا عمل دخل ہو گا تو کس حد تک۔ پانچواں نکتہ انتہائی توجہ طلب یہ ہے کہ کھلا شہر ہونے کی وجہ سے جب حرمین محترم میں ہر شخص کو مادر پدر آزادی حاصل ہو جائے گی تو وہاں کیسے کیسے سیاسی، گروہی، علاقائی، نسلی اور لسانی مفادات، مظاہرے اور پروپیگنڈے ہوں گے جس کے نتیجہ میں باہمی تصادم ہوتے رہیں گے اور جن کی روک تھام مشکل ہی نہیں، ناممکن ہو جائے گی۔

چھٹا نکتہ بھی بہت اہم ہے اور وہ یہ کہ جب کھلے شہر میں کھلی چھٹی ہو گی تو دنیا کے درجنوں مسلم لیڈروں کے نام اور نعرے حرمین میں بلند کئے جائیں گے اور یقیناً ان کی تصاویر بھی وہاں لگائی جائیں گی۔ جہاں خود آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کی تصویروں تک کو حرم کی دیواروں سے صاف کیا تھا۔ وہاں معمولی اور وقتی لیڈروں کی تصویریں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ پابندیوں کے ہوتے ہوئے تو وہاں خمینی ہر سال نہ صرف اپنی بت نمائی کراتا ہے بلکہ صدائے لبیک اللھم کی بجائے "لبیک یا خمینی" کے کافرانہ نعرے لگواتا ہے۔ چنانچہ پابندیاں اٹھنے کی صورت میں تو وہ بیت اللہ الحرام میں مزید حرام کام کرے گا۔ اور بالآخر وہاں اللہ کی عبادت کی بجائے صرف اپنے بت کی پوجا و پرستش کرائے گا۔

ساتواں اور آخری نکتہ یہ ہے۔ کہ حرمین مکرم پر بین الاقوامی کنٹرول کی تجویز خام خیالی بھی ہے اور واہی تباہی بھی مضحکہ خیز بھی ہے اور معنی خیز بھی۔ اور ناقابل قبول بھی ہے اور ناقابل عمل بھی۔

بفرض محال اگر حرمین کو بین الاقوامی نگرانی میں دیا بھی جائے تب بھی یہ ناممکن ہو گا کہ نگران بین الاقوامی ادارہ حرمین پر یورش کرنے والے موجودہ فسادیوں کو ان کے روزافزوں فتنوں سے باز رکھ سکے۔ کیونکہ عالمی تنظیم اقوام متحدہ تک اسرائیل اور ایران اپنا یہ متفقہ فیصلہ آج تک نہ منوا سکی ہے کہ وہ دونوں مسلم عرب پر زور و زبردستی، ظلم و زیادتی اور قتل و غارت گری روا نہ رکھیں۔ مسلم بلاد عرب کے مختلف خطوں کو ہڑپ نہ کریں اور پورے مسلم مشرق وسطی کو اپنے جنگی

جنونِ کا نشانہ نہ بنائیں۔ لہٰذا حرمین میں بھی کوئی بین الاقوامی ادارہ آل یہود (اہل تشیع) کی یہودی پشت پناہی کے ساتھ جاری شدہ بدامنی اور بداعمالیوں کو کنٹرول نہیں کرسکے گا۔ پھر قطع نظر اس کے کہ بین الاقوامی نگہداشت کی مجوزہ اسکیم نہایت پیچیدہ اور بے ہودہ ہے۔ یہ کلیتہً ایک کھلی سازش ہے کہ ملک حرمین کے اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت کی جائے اور ریاست در ریاست کے قیام سے پوری اسلامی ریاست کو منہدم کردیا جائے۔ یہ دراصل ایک خوشحال چال ہے جس کے ذریعہ سے عیار یہودی و خمینی کی خواہش ہے کہ سعودی اور غیر سعودی مسلمانوں کو حرمین سے بے دخل ہی نہ کریں بلکہ وہیں ان کا مکمل صفایا بھی کردیں۔ اور پھر اس روحانی مرکز اسلام پر قبضہ کرکے پورے ہی عالم اسلام کی بھی اینٹ سے اینٹ بجادیں۔

۴۔ جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ آخری مرتبہ جولائی ۸۷ء میں خمینی ٹیم نے حرم مکہ میں سینکڑوں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی مگر پھر بھی قبضہ حرم کی پرانی سازش میں مزید منہ کی کھائی۔ چنانچہ اگلے ہی ماہ یعنی اگست ۸۷ء میں خمینی نے متبادل منصوبہ بنا لیا اور جگہ جگہ اس مطالبے کا چکر چلایا۔ کہ مکہ اور مدینہ کو "کھلے بین الاقوامی" شہر قرار دیا جائے۔ ہر چند کہ چند ماہ تک یہ مہم زور و شور سے چلتی رہی۔ لیکن متوقع کامیابی اب تک حاصل نہ ہوسکی۔

مطلب یہ ہے کہ اب دنیا کے مسلمان بالعموم خمینی کا یہ نیا شوشہ و شاخسانہ سمجھ گئے۔ اور دھوکہ دہی کے اس پھندے میں پھنس نہیں سکے۔ علاوہ ازیں ان ہی حالیہ چند ماہ کے دوران دنیا کے بے شمار علمائے اسلام نے شیعیت و خمینیت کے کفر ہونے کے فتاویٰ جاری کردئے۔ جن کی تصدیق و توثیق کرتے ہوئے عالم اسلام کے شیخ الاسلام اور مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبدالعزیز بن باز نے خمینی کے خارج از اسلام اور مرتد ہونے کا فتویٰ بھی صادر فرمادیا اور جس کی تائید رابطۂ عالم اسلامی کے عالمی اجلاس منعقدہ اکتوبر ۸۷ء نے بھی کردی۔

(بحوالہ اخبار المسلمون، مکہ مکرمہ ۱۶ر اکتوبر ۸۷ء۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، خصوصی اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۸۷ء ماہنامہ بینات کراچی، خصوصی اشاعت جنوری و فروری ۸۸ء۔ ماہنامہ اقرار ڈائجسٹ کراچی، شیعیت نمبر فروری ۸۸ء)

عالم اسلام کے اس خصوصی ردعمل کو خمینی نے ایک چیلنج کی حیثیت سے لیا اور جواباً و فوراً اس نے اپنا تازہ ترین منصوبہ مرتب کرنا شروع کردیا۔ جس کے آثار بتا رہے ہیں کہ وہ حرمین پر حملے کا خوفناک ترین اور ہولناک ترین حربہ ثابت ہوسکتا ہے۔

۵۔ سرغنۂ آل یہود خمینی نے اپنے تازہ ترین سازشی پلان کے تانے بانے جنوری ۸۸ء میں بننے کا آغاز کیا اور اس کی حکومت نے اعلان کیا کہ آئندہ جولائی ۸۸ء کے حج کے موقعہ پر تقریباً دو لاکھ ایرانیوں کو حرمین کے لئے روانہ کیا جائے گا طریق واردات کا پورا اندازہ تو اسی سے ہوجاتا ہے کہ ایرانیوں کا اتنا بڑا غول دبنظا تعداد کے اعتبار سے ایک نیا عالمی ریکارڈ ہوگا۔ پھر یہ کہ طریق واردات کی سنگینی کا ثبوت بھی جلد ہی مل جاتا ہے اور وہ یہ کہ ایرانی وزیر اعظم کی بیوی

خانم زہرہ موسوی نے ۱۸ر فروری ۸۸ء کو ایرانی کلچرل سینٹر لاہور میں پریس کانفرنس کے ذریعہ علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ اس سال بھی حج کے دوران "ایرانی زائرین" حرمین میں وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے ہیں (روزنامہ ڈان کراچی ۱۹ر فروری ۸۸ء)

ان اعلانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی ۸۸ء میں حرمین میں نقب زنی اور تباہی کے لئے خمینی نے بہت بڑے پیمانے پر تیاری کر لی ہے۔ یعنی یہ کہ احرام حج کے لبادے میں اس مرتبہ ایران کے اسرائیلی تربیت یافتہ کمانڈوز کی دو لاکھ فورس حرمین پہنچ کر وہ زبردست تخریب کاری کرے گی۔ جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہ ہوگی۔

<u>قبضۂ حرمین کی تازہ ترین شیعہ سازش کے مقابل دفاعی تدابیر</u> | <u>تدارک</u> پیش کردہ حقائق و دلائل کے پیش نظر یہ بات توطے ہے کہ آج ملت اسلامیہ کے مرکز اسلام (حرمین) کو تاریخ کا بدترین خطرہ درپیش ہے۔ اگر ایران کے مذکورہ دو لاکھ دو لاکھ منظم کمانڈوز کی حرمین تک رسائی ہو جائے تو وہاں اتنی بڑی تعداد کے جنگجو اور ہلاکو کمانڈوز کی ہلاکت خیزی کو روکنا ممکن نہ ہوگا۔ لہذا قبل اس کے کہ وہ سنگین ترین منظر ہلاکت رونما ہو، ایسی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی جس سے آنے والے ابلیسی ریلے کو حرمین میں داخل ہونے سے روکا جا سکے۔

وقت کا اولین تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی شیعوں کے ساتھ بے جا رواداری کو ترک کر دیں۔ اس لئے کہ ماضی بعید ہو یا ماضی قریب امت اسلامیہ اپنی اس طویل و بے معنی رواداری کا مزہ بھی خوب چکھ چکی ہے۔ اور اپنی سادگی و سادہ لوحی کی سزا بھی بہت بھگت چکی ہے۔ ماضی و حال کے تمام واقعات، تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں واحد راہ عمل صرف یہ نظر آتی ہے کہ اسلامیان ان دشمنان سے رواداری جیسی کمزوری کو رفع کر لیں۔ اپنی تن آسانی و سہل انگاری کو ختم کر لیں اور کامل ہمت و جرأت سے کام لیں۔ تقاضائے وقت کے ضمن میں دوسری ضرورت یہ ہے کہ مسلمان دنیا میں اپنے عظیم منصب اور اس کی عظیم ذمہ داری کے احساس کو اجاگر کریں۔ بالفاظ دیگر وہ اس ازلی عطیہ الٰہی اور دنیا کے اولین مرکز عبادات و ہدایت کی پاسبانی کا عظیم حق ادا کریں۔ جو آج اغیار کے نرغے میں ہے۔

ارشاد الٰہی ہے کہ " بے شک دنیا کا سب سے پہلا گھر جو انسانوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اور جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت کا مرکز ہے" (آل عمران آیت ۹۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بیت الحرام کی تعمیر انسان اول و نبیٔ اول آدم علیہ السلام سے ہی پھر ابراہیم علیہ السلام سے اس کی تجدید کرائی۔ اور آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس کو ہمیشہ کے لئے عالم اسلام کے واسطے دائمی قبلہ و کعبہ اور مرکز و محور بنا دیا۔ کیونکہ جس قطعۂ زمین پر یہ بیت اللہ ہے وہ بھی پورے کرۂ ارض کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس طرح اس اہم ترین اور اعلیٰ ترین مقام حرم کا محافظ مسلمان کو بنایا گیا۔ لہذا اسے فرائض منصبی کا گہرا شعور پیدا کرنا چاہیے اور ان اہم فرائض کی بجا آوری کے لئے دینی غیرت اور ملّی حمیت کو بروئے کار لانا چاہیئے۔ موجودہ نازک حالات کا تیسرا اور آخری

تقاضہ یہ ہے کہ جملہ پاسبان و خادمانِ حرمین پوری توجہ سے حفاظتِ حرمین کے متعلق ۷۹ سے لے کر ۸۰ء تک کی اپنی اپنی کوتاہیوں و غلطیوں کا خود احتساب کر لیں اور عہد کر لیں کہ نہ صرف ان کا اعادہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کا ازالہ بھی کیا جائے گا ان تین محکم تیاریوں کے ساتھ خمینی کی سازش کو الٹنے کے لئے مندرجہ ذیل تین نکاتی اقدامات بھی لازمی ہیں۔

۱۔ تمام مسلمانانِ عالم تامل و تاخیر کے بغیر شیعیت و خمینیت کے پیروکاروں کی طے کردہ حیثیت (بموجب مذکورہ متفقہ فتویٰ علماء و فیصلہ عالمی اسلامی اجلاس اکتوبر ۸۷ء) کو قانونی شکل دینے کے لئے انفرادی و اجتماعی طور پر راہ ہموار کریں۔ اور تمام مسلم ممالک جملہ اہلِ تشیع کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیں۔

۲۔ چونکہ قرآن و حدیث کے مطابق حدودِ حرمین میں غیر مسلموں کا داخلہ بھی ممنوع ہے اور وہاں فسوق و جدال اور فتنہ و فساد بھی بدرجہ اولیٰ ممنوع ہیں۔ اور چونکہ ایرانی شیعہ ان دونوں خصوصیات کے حامل ہیں۔ لہٰذا ان کے داخلۂ حرمین کی فوری و قطعی ممانعت کر دی جائے۔ یہی فوری پابندی دیگر تمام ممالک کے اہلِ تشیع پر بھی عائد کی جائے۔ اس لئے کہ ان کی ساری وفاداری اور اتباع و اطاعت بھی صرف اور صرف اسی ایک مرکز شیعیت سے وابستہ ہوتی ہیں۔

۳۔ چونکہ ایران کا سرکاری مسلک و مذہب شیعیت بھی غیر اسلامی ہے اور ایرانی حکومت کا حرمین مقدس پر مسلسل حملوں کا عمل بھی صریحاً خلافِ اسلام ہے چنانچہ ان دونوں بیّن وجوہات کی بناء پر ایران کو اسلامی سربراہی کانفرنس کی تنظیم (O.I.C) سے خارج کر دیا جائے۔

مختصراً یہ ہیں وہ تدابیر تدارک اور دفاعی لائحہ عمل جن پر فوراً عمل درآمد کر کے قبضہ حرمین کی تازہ ترین خمینی سازش کو یقیناً ناکام کیا جا سکتا ہے اور امت اسلامیہ کے مرکز و محور اور قبلہ و کعبہ کو یہود اور آلِ یہود (اہل تشیع) کی دیرینہ دستبرد سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم مسلمانانِ عالم نے اللہ تعالیٰ کی اس اولین بیت الحرام کا دفاع کر لیا تو ربِ کعبہ بالیقین ہم کو دنیا میں بھی سرخرو کرے گا اور آخرت میں بھی۔ بصورت دیگر یہاں کا انجام بھی اور وہاں کا انجام بھی معلوم!

نوٹس

عامۃ الناس کی اطلاع کیلئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ پاک چائنا بارٹر پروٹوکول نمبر ۱۳ مورخہ ۲۸/۴/۸۸ ایل سی کھولنے کے لیے ۳۰/۹/۸۸ تک اور ۳۱/۳/۸۹ تک شپمنٹس مکمل کرنے کے لیے توسیع کر دی گئی ہے۔

بشیر احمد بھٹی سیکشن آفیسر
وزارت تجارت اسلام آباد

PID(I)4956/56